کلمۃ المدیر

حکومت کے بے جا اور ناروا قوانین

حال ہی میں حکومت پنجاب نے ایک سرکلر جاری کیا ہے جس کی رُو سے اب کوئی زمین یا پلاٹ مسجد کیلئے نہ تو وقف ہوسکتا ہے اور نہ ہی مسجد کے نام رجسٹری اور ہبہ ہوسکتا ہے۔ جب تک مسجد کمیٹی اس کی منظوری نہ دے دے۔ مسجد کمیٹی میں جن حضرات کو شامل کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

ڈی سی او۔ ڈی پی او۔ ای ڈی او (ورکس/سروسز) ڈی ڈی او (ریونیو) ٹی ایم او۔ سیکرٹری ہاؤسنگ کمیٹی۔ ڈی او (ریونیو)

اب اگر کوئی شخص اپنی زمین مسجد کے نام وقف کرنا چاہے تو درج بالا کمیٹی سے N.O.C. حاصل کرے، بصورت دیگر وہ یہ نیکی کا کام نہیں کرسکتا۔ اس کمیٹی میں جن سرکاری اہلکار اور افسران کو شامل کیا گیا ہے ان کی کارکردگی سے کون آگاہ نہیں ہے جس کام کو حکومت یا ہمیشہ کیلئے ٹالنا ہو تو اس کے نئے کمیٹیاں بن جاتی ہیں۔ ہماری بیوروکریسی اس معاملے میں خاص تجربہ رکھتی ہے۔ عوامی مسائل کو حل کرنے کی بجائے بند مروں میں میٹنگز چلتی ہیں اور عوام اپنی ضروریات کے لئے دربدر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ ضلعی حکومتوں کے بارے میں یہ تصور تھا کہ لوگوں کے مسائل ان کے دروازوں پہ حل ہونگے اور انہیں دربدر نہیں ہونا پڑے گا لیکن گذشتہ سالوں کا ریکارڈ اس کے برعکس ہے جبکہ عوامی مسائل پہلے سے زیادہ ہیں تو مساجد کیلئے اس نئے قانون سے اور مشکلیں پیدا ہوں گی۔ جن افراد پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی ہیں۔ ان کا مشترکہ اجلاس ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ کبھی سال میں ایک آدھ مرتبہ ہو بھی گیا تو اس میں کتنے کیس پیش کئے جاسکیں گے۔

یہ بات بہت واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ ان قوانین سے حکومت مساجد کی تعمیر اور ان کے قیام کو روکنا چاہتی ہے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری کے مصداق۔ جب کوئی زمین مسجد کیلئے وقف رجسٹری اور ہبہ نہ ہوسکے تو اس کی تعمیر کیسے ممکن ہوگی؟ لازمی امر ہے لوگ غیر قانونی مساجد تعمیر کریں گے اور حکومت کے پاس ان کو گرانے کا جواز ہوگا اور قانونی ہے۔ تصادم اور لاقانونیت کی فضا پیدا ہوگی۔

غالباً حکومت کا یہ موقف ہے کہ مساجد فرقہ واریت کا سبب بنتی ہیں اور ان کے ذریعے سے منافرت پیدا ہوتی ہے۔ علماء مساجد میں اختلافی مسائل بیان کرکے لوگوں کو اکساتے ہیں لہٰذا جو مساجد بن چکی ہیں ان پر اکتفا کرو مزید مساجد بنانے کی اجازت نہ دو۔ ہمارے نزدیک یہ موقف درست نہیں ہے بلکہ بدنیتی اور سوءظن پر مبنی ہے۔ اور کم علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کبھی اس طرح بھی مساجد کی تعمیر کو روکا جاسکتا ہے؟ یہ کام انگریز بہادر بھی دوسو سالہ تاریخ میں نہ کرسکے۔ انہوں نے بھی وقف، ہبہ یا رجسٹری پہ پابندی نہ لگائی۔ اس دور میں تمام مسالک موجود تھے اور پوری آزادی اور حریت کے ساتھ اپنا اپنا کام کرتے تھے۔ اور اسلام کی دعوت انہی مساجد کے ذریعے دی جاتی رہی۔

وہ مٹھی بھر لوگ جو فرقہ واریت پھیلاتے ہیں اس کیلئے کام کرتے ہیں یا مسلک کی آڑ میں تخریبی سرگرمیوں میں ملوث ہیں وہ مساجد کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی وہ منبر ومحراب کو استعمال کرتے ہیں بلکہ وہ تو مساجد کی تعمیر کی بجائے ان میں دھماکے کرتے ہیں۔ انہیں زمین بوس کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا طرزِ عمل مساجد کی تعمیر یا ان کی آبادکاری نہیں ہے۔ بلکہ وہ جن مقامات پر بیٹھ کر یہ سب کچھ کرتے ہیں حکومت ہم سے زیادہ آگاہ ہے۔ ان کی آڑ میں مساجد کی تعمیر کیلئے نئے بے جا اور ناروا قوانین بنانا حماقت اور اسلام دشمنی ہے۔

تمام مسالک کی مساجد ہمیشہ امن کا پیغام دیتی ہیں۔ وہ خطیب جو صحیح معنوں میں اسلامی علوم سے آگاہی رکھتے ہیں وہ کبھی بھی فرقہ واریت کی بات نہیں کرتے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دینی ثقافت کی تنفیذ کیلئے کوششیں کرتے ہیں۔ لوگوں کو روزمرہ کے مسائل سے آگاہ کرتے ہیں۔ خصوصاً جمعہ کے خطبات میں جو گفتگو کی جاتی ہے وہ لوگوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے اور انہیں معاشرتی، معاشی، سماجی مسائل کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں بتایا جاتا ہے۔

حکومت پنجاب نے سپیکروں پر پابندی لگا کر یہ سمجھ لیا کہ اب فرقہ واریت نہیں ہوگی۔ جس طرح محرم کے دنوں میں ڈبل سواری پر پابندی لگا کر پوری عوام کو عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے لیکن تخریب کار اور دہشت گرد اپنا کام پھر بھی کر جاتے ہیں۔ یہی صورت حال سپیکروں کی بندش پر بھی ہے۔ جن وجوہات کو پیش نظر رکھ کر یہ پابندی لگائی گئی وہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ جبکہ پابندی صرف خطبات جمعہ پر ہے۔

یہ بات مزید تشویش کا باعث ہے کہ یہ قوانین صرف پنجاب میں نافذ العمل ہیں جبکہ صوبہ سرحد، بلوچستان اور سندھ میں اس کا اطلاق نہیں ہے۔

پنجاب کے وزیر اعلیٰ اچھی شہرت رکھتے ہیں خاص کر ان کا دینی میلان اور گھروں میں اسلامی طرز زندگی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اسلام سے گہری وابستگی رکھتے ہیں اور ان کے بڑے بھائی چودھری شجاعت حسین بھی دینی حمیت اور غیرت رکھتے ہیں ان کی موجودگی اور رضامندی سے ایسے قوانین کیونکر بن جاتے ہیں اور ان کے ذریعے نافذ العمل ہوتے ہیں۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنی زمین یا قیمتی پلاٹ مسجد کے نام وقف کرنا چاہے جبکہ وہ عاقل بالغ اور آزاد ہے تو پھر N.O.C. چہ معنی دارد؟ یہ تو نیکی کے کام میں بلاوجہ رکاوٹ ہے۔

ہم وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی سے التماس کریں گے کہ وہ اس کا جائزہ لیں، اس کے مضمرات کو پیش نظر رکھیں، اور اسے فوراً ختم کردیں۔ تاکہ دینی حلقوں میں بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

حج

ارکان اسلام میں سے حج ایک اہم رکن ہے۔ یہ صرف صاحب حیثیت مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ حج مالی، بدنی اور روحانی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ مسلمان کی بہترین تربیت کیلئے حج سے اعلیٰ کوئی ریاضت نہیں ہے۔ جس میں ایثار قربانی، صبر و تحمل، عاجزی و انکساری، تواضع، سخاوت، امانت و دیانت، محنت و مشقت، تقویٰ و پرہیزگاری جیسے ارفع اوصاف حاصل ہوتے ہیں۔

اور وہ شخص جو حج کا عزم کرتا ہے اس کے لئے تعلیم بھی یہی ہے کہ وہ برے اخلاق، گالم گلوچ، یا وہ گوئی، لڑائی جھگڑے سے بچے، فرمایا" **فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ...... الآیۃ**

آج کل لوگ حج کی ادائیگی کیلئے روانہ ہو رہے ہیں جہاں انہیں دیگر سفری قوانین کا لحاظ رکھنا ہے وہاں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نہایت محتاط رویہ اختیار رکھنا ہوگا خصوصاً انہیں یہ بات ذہن نشین رکھنی ہوگی کہ وہ مکہ مکرمہ جا رہے ہیں جس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا ہے جہاں شکار کرنا تو کجا شکار کو بھگانا بھی جرم، جہاں چوری تو کجا، گری چیز کو اٹھانا بھی منع، جہاں درخت کو کاٹنا تو کجا، پتہ تک توڑنا بھی حرام ہے۔ وہ شہر جہاں اللہ کا گھر ہے جس کو نظر بھر کر دیکھنا باعث اجر ہے اور مسجد الحرام جس میں ایک نماز کا اجر ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ اس لئے تمام حجاج کرام کو یہ اہتمام کرنا چاہئے کہ وہ لاکھوں روپیہ صرف کرکے اس مبارک سفر پر جا رہے ہیں تو پوری احتیاط کریں اور اجر و ثواب حاصل کرنے کا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیں۔ تمام نمازیں مسجد الحرام میں ادا کریں۔ فارغ اوقات طواف، تلاوت، نفلی عبادات اور ذکر و اذکار میں صرف کریں اور اپنی سابقہ کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار کریں اور صدق دل سے توبہ کریں۔ آئندہ پاکیزہ زندگی گزارنے کا عہد کریں تاکہ معلوم ہو کہ وہ واقعی حج کی ادائیگی سے تبدیل ہوئے ہیں۔ وہاں ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں جو اچھی گفتگو کرتے ہوں اور نیکی کی تلقین کرتے ہوں۔

[illegible] غیبت، چغلی سے اجتناب کرنا چاہئے اور اپنے [illegible] رہنا چاہیے تاکہ فریضہ حج ادا کرتے وقت انسانوں کا دل نرم ہو اور اس کی آنکھیں پرنم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور توبہ نصوح کا صحیح موقعہ ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جہاں اجر و ثواب زیادہ ہے وہاں برائی [illegible] بھی زیادہ باعث [illegible] ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کا فرمان ہے [illegible] مکہ مکرمہ میں [illegible] ایک گناہ کرنے سے [illegible] باہر ستر گناہ کرنا بہتر ہے۔ اس لئے حجاج کرام کو قدم قدم پر محتاط رہنا چاہئے۔

حجاج [illegible] سے یہ بھی اپیل ہے کہ جہاں وہ اپنے لئے خاص دعائیں کریں [illegible] وہاں انہیں اپنے ملک اور عالم اسلام کی امن سلامتی کیلئے بھی دعا کرنی چاہیے۔ آج [illegible] مسلمہ [illegible] مسائل سے دوچار ہے ان میں اہم ترین مسئلہ دہشت گردی ہے اور بعض [illegible] انتہاپسندی کا شکار ہیں۔ جن کی وجہ سے مسائل میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] حکمرانوں کو سمجھ عطا فرمائے اور وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے کام کریں۔

اللہ تعالیٰ تمام حجاج کرام کا سفر مبارک فرمائے اور ان کا حج مبرور فرمائے اور بخیر و عافیت واپس لوٹیں۔

جو دیدہ عبرت نگاہ ہو..........

جنوب مشرقی ایشیا میں زلزلہ اور سمندری طوفان !

انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا میں آنے والے شدید زلزلہ سے بحر ہند میں شدید طغیانی پیدا ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں جنوبی مشرقی ایشیا کے ساحلی ممالک انڈونیشیا، ملائیشیا، تھائی لینڈ، سری لنکا، مالدیپ، بنگلہ دیش، بھارت، برما میں زبردست تباہی ہوئی اور اب تک ایک لاکھ بیس ہزار افراد ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ لاکھوں [illegible] ہو گئے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق چھ ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے لاپتہ ہونے والوں کی تعداد کا ابھی صحیح اندازہ نہیں ہے۔ ان علاقوں میں وبائی امراض کے پھیلنے کا شدید خطرہ ہے۔ یہ علاقے انسانی بے بسی کا منہ بولتا ثبوت نظر آ رہے ہیں۔

اس قدرتی آفت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تنبیہ سمجھنے کی بجائے موسمی تغیرات کرہ ارض میں تبدیلی زمین کے سرکنے کا نام دیا جا رہا ہے۔ اور کسی بھی "رجوع الی اللہ" کی سوچ اس طرف کیوں نہیں جاتی کہ یہ قانون قدرت ہے۔" **ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون. (سورة السجدة: ۲۱)**

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بڑی آزمائش اور عذاب سے قبل چھوٹی سی جھلکی دکھاتے ہیں۔ شاید کہ ان میں تبدیلی آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔ حدیث قدسی ہے" **یا ابن آدم انی حرمت الظلم علی نفسی**

اللہ کی ذات بے حد مشفق رحیم اور مہربان ہے وہ اپنے بندوں کی سرکشیوں، بغاوتوں، نافرمانیوں اور گستاخیوں کے باوجود انہیں معاف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کرتے ہیں تب بھی وہ انہیں رزق دیتا ہے اور اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے لیکن [illegible] انسانوں کے ظلم و زیادتی حد سے بڑھ جائیں تو پھر ایک جھٹکا ضرور دیتا ہے۔ **ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس**

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اہل ایمان کیلئے ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور قیامت کے دن کی مسئولیت سے خوف زدہ ہیں وہی لوگ ایسی آفات سے عبرت پکڑتے ہیں اور آئندہ محتاط رویہ اختیار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ وہ سمندر کے پانی کو جب چاہیں اور جس طرح چاہیں حرکت میں لے آئیں اور یہ عذاب کسی پر بھی مسلط کر دیں۔ اس صدی کی سب سے بڑی آفت تباہی و بربادی میں صاحب عقل و دانش کیلئے غور و فکر کے بہت پہلو ہیں۔ جو لوگ اس کا شکار ہوئے جب انہوں نے تو خود مشاہدہ کیا ہے کہ پرسکون سمندر کس طرح بپھر گیا۔ اور بلاکتوں کا سبب و موجب بنا۔ لیکن وہ لوگ جو اس آفت سے محفوظ رہے انہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے وہاں انہیں اپنے حالات پر بھی غور و فکر کرنا چاہئے اور اپنے رب کو راضی کرنا چاہئے اور کسی قیمت پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول نہیں لینی چاہئے اس کا مواخذہ کسی جگہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ کوئی بھی تو اس تباہ کن زلزلے اور طلاطم خیز طوفانی موجوں سے عبرت حاصل کرنے والا نہیں ہے اسے ایک حادثہ قرار دینے والے اور آتش فشاں کے پھٹنے اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر مکمل قدرت رکھتا ہے کہ جھٹکے میں آدھی دنیا کو جلا کر رکھ دیا۔ بعض سائنس دانوں کے خیال میں 9 ایٹم بموں کے برابر یہ دھماکہ تھا وہ قوتیں جو آج بھی سپر پاور ہونے کی دعویٰ دار ہیں انہیں بالخصوص اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے دنیا کی تمام قوتیں اس قادر مطلق کے ہاتھ میں ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الالباب**